اشفاق احمد کے مجموعے ”توتا کہانی“ کے ڈراموں میں تصادم کی صورتوں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

نازیہ سحر☆
Nazia Saher
ڈاکٹر محمد عباس☆☆
Dr. Muhammad Abbas

Abstract:
Asfhaq Ahmad is a distinguished writer, broadcaster. Sufi, intellectual and motivational speaker. His contributions to Urdu literature earned appreciation across the borders. This article is about the dramatic conflicts in Ashfaq Ahmad plays. Here we have discussed the importance of conflicts in Drama and different types of conflicts which are external conflicts and internal conflicts.

اشفاق احمد اردو ادب کی ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ انہوں نے تصوف، فلسفہ، اخلاقیات اور روحانیت کے ساتھ ساتھ ادب کے کئی اصناف میں زورِ قلم صرف کیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت تخلیق کے ہر شعبے میں کامیاب رہے۔ اگر چہ انہوں نے ادب کے مختلف شعبوں کو اپنے فکری سرمایے سے مالا مال کیا لیکن اردو ڈرامے کے ارتقاء، فروغ اور اس کے دامن کو فن و فکر کی کشادگی عطا کرنے کے سلسلے میں ان کی کاوشیں قابلِ ستائش ہیں۔ وہ پاکستان ٹیلی وژن کے ابتدائی ایام سے ہی اس سے منسلک ہو گئے۔ انہوں نے پی ٹی وی کے بے شمار ڈرامے لکھے جن میں ”من چلے کا سودا“، ”شاہلا کوٹ“، ”ایک محبت سو افسانے“، ”اور ڈرامے“ ”بند گلی“ اور ”توتا کہانی“ شامل ہیں۔

زیرِ بحث مقالے میں ان کے ڈرامائی مجموعے ”توتا کہانی“ میں ڈرامائی تصادم / کشمکش کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تصادم یا کشمکش ڈرامے کے عمل کے متحرک رکھنے اور کہانی کے ارتقاء کے لیے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ تماشائیوں کی دلچسپی کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ ڈرامے میں کشمکش کا عنصر

پایا جائے۔ انسانی جبلت بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ کشمکش چاہے کسی بھی صورت میں ہو اس سے ڈرامائی عمل متحرک رہتا ہے۔ اس سلسلے میں پروفیسر سید وقار عظیم لکھتے ہیں:

"کردار اسٹیج پر آتا ہے تو عموماً کسی نہ کسی کشمکش میں مبتلا ہوتا ہے اور کشمکش کی جائز نوعیت اس کے اور تماشائی کے درمیان یگانگت کا رشتہ قائم کرتی ہے۔"(۱)

اسی الجھن یا کشمکش کی بدولت تماشائی کی توجہ ایک نقطے پر مرکوز رہتی ہے۔ یہ تصادم مختلف صورتیں اختیار کرتے ہوئے کہانی کو منطقی انجام تک لے جاتا ہے۔ پروفیسر محمد اسلم قریشی لکھتے ہیں:

"ڈرامہ نویسی کے مختلف ادوار میں تصادم کے درج ذیل نقشے ہمارے سامنے پیش ہوتے ہیں مثلاً دو کرداروں کا تصادم، نیکی اور بدی کا تصادم، موت اور زندگی کا تصادم، کردار اور ماحول کا تصادم، کردار اور سماج کا تصادم، محبت اور فرض کا تصادم، عقائد اور اصول کا تصادم، کرادر کے نفس کے اندر کے متضاد رجھانات کا تصادم، شعور اور تحت الشعور ارادی وغیر ارادی حرکات کا تصادم وغیرہ۔"(۲)

اشفاق احمد کے ڈراموں میں سماجی حقیقت نگاری اور اپنی تہذیبی روایات سے قربت خاص طور پر نمایاں نظر آتی ہے۔ یہ خاصیت انہیں ان کے ہم عصر ادیبوں سے ممتاز کرتی ہے۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

"اشفاق احمد نے لفظ کو صوت و آہنگ سے اس طرح پیوست کیا ہے کہ بصری اور سمعی ڈرامے کے بغیر ان کا ادبی شخص مکمل نہیں ہوتا۔ ان کے سلسلہ وار کرداری ڈرامے "تلقین شاہ" کو معاشرتی طنز اور قومی مسائل و آگہی کی بنا پر کلاسیکی حیثیت مل چکی ہے۔"(۳)

اشفاق احمد کی تصنیف "توتا کہانی" ۲۰۰۶ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی۔ اس میں کل تیرہ (۱۳) کہانیاں ہیں۔ اس کی پہلی کہانی ملازمت پیشہ خواتین کی ازدواجی زندگی پر پڑنے والی بے تحاشا مصروفیات کے اثرات کو بیان کرتی ہے۔ صائمہ ایک پروڈیوسر کے طور پر کام کرتی ہے۔ اس کی شادی کو دو سال ہو چکے ہیں۔ اس کا شوہر منصور بیوی سے شاکی ہے۔ کیونکہ بیوی نہ تو گھر کو وقت دے پاتی ہے اور نہ ہی شوہر کو۔ اسی بات پر دونوں کے درمیان نظریاتی تصادم شروع ہوتا ہے۔ یہ دو کردار اپنے اپنے موقف کو درست قرار دیتے ہوئے مصلحت سے دور ہو جاتے ہیں اور ان کی زندگی تلخیوں کا مرکز بن جاتی ہے۔

دوسری کہانی کے مرکزی کردار قطب صاحب اور ان کی بیگم زرینہ ہیں۔ یہاں تصادم کی خارجی شکل ان دونوں کے خیالات میں تضاد کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ زرینہ باہمت، چست اور جوش وولولے کی حامل خاتون ہے اور زندگی میں جلد آگے بڑھنے اور نام ومقام بنانے کی خواہشمند ہے جبکہ قطب صاحب نی، شریف، مسکین اور مرنجان مرنج انسان ہے۔ وہ مادیت سے زیادہ انسانی اقدار وروایات کی پاسداری کو اہمیت دیتا ہے۔ نظریاتی تصادم کے سبب گھر میں ہمیشہ تناؤ کا ماحول رہتا ہے۔

اس کہانی میں کشمکش کا نقطہ عروج اس وقت سامنے آتا ہے جب قطب صاحب جمعدار کی اس غلطی کی پردہ پوشی کر کے اسے ملک سے باہر فرار کرواتا ہے جس نے اس کے اکلوتے بیٹے کی جان لی ہوتی ہے۔ وہ زرینہ سے یہ بات چھپاتا ہے کیونکہ اس کو یقین ہے کہ زرینہ کبھی جمعدار کو نہیں بخشے گی۔

اس مجموعے کی تیسری کہانی ایک فلم ساز کمپنی سے جڑے ہوئے افراد کے عقائد اور نفسیات کو بیان کرتی ہے۔ اس کے کرداروں میں فلم ساز، لکھاری، ہیرو، ہیروئن، موسیقار اور فائیٹ ماسٹر شامل ہیں۔ فلم کی کہانی پر بحث کرتے ہوئے تمام افراد اس فلم کو کامیاب بنانے کے لیے مشورے دیتے ہیں۔ کوئی فلم کو اصلاحی مقاصد کے تابع رکھنا چاہتا ہے تو کوئی ناچ گانے کو عوام کی پسند قرار دیتا ہے کوئی فلم کی کامیابی کے لیے دنگا فساد کو ضروری سمجھتے ہیں۔ مثلاً ہیروئن چندا فلم کی مقصدیت کو یہ کہہ کے رد کرتی ہے:

> ”آپ کس بکھیڑے میں پڑ گئے جی۔ پبلک کو تو رومانس چاہیئے۔ مسئلے مسائل تو عام زندگی میں ہوتے رہتے ہیں۔ پیسے خرچ کر کے کوئی مسئلے مسائل دیکھنے تھوڑی جاتا ہے۔“(۴)

جبکہ سیٹھ صاحب فلم کی مقبولیت کے لیے تشدد کو ضروری قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

> ”فرسٹ کلاس بابا۔ پر تھوڑا اور قتل کراؤ، تھوڑا اور آدمی مرواؤ۔ اوپن سین میں چالیس قتل کروانا بابا۔“(۵)

چوتھی کہانی کا موضوع تخلیق کاروں کی حساس طبیعت اور زمانے کی ناقدری ہے۔ کہانی کا مرکزی کردار لطیف اکرم شازلی ملک کا مشہور شاعر ہے۔ وہ نیک دل اور فن وادب کا قدردان ہے۔ وہ وہ گھکھڑ کے گمنام شاعر کو لاکر اسے ادبی دنیا میں پہچان دلواتا ہے۔ لیکن وہ اپنے محسن سے طوطا

چشمی اختیار کرتا ہے۔ شاذلی اس کی بے رخی، گھمنڈ اور احسان فراموشی سے معاشرتی تصادم کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ لوگوں کے رویوں پر متاسف ہوتا ہے۔ وہ اپنے نیک عمل پر بھی پشیمان ہوتا ہے:

> ''کسی کی زندگی بنانا بڑا منحوس عمل ہے۔ بن جانے والا بہت ہی برا لگتا ہے اور جس کی زندگی بن جاتی ہے وہ اپنے بنانے والے سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ انسان سے محسن کش بن جاتا ہے۔''(۶)

چھٹی کہانی کی ہیروئن زیبا ہے جو تعلیم یافتہ، مہذب اور خالص مشرقی طرزِ معاشرت کی پیروکار ہے۔ جبکہ اس کے گھر والے نام نہاد لبرل ہیں۔ جو آزاد خیالی، نمود و نمائش اور مادیت کی دوڑ میں سب سے آگے چلنے کے خواہش مند ہیں۔ وہ زیبا کی سادگی اور روایت پسندی کو باعث شرمندگی سمجھتے ہیں۔

اس کہانی میں تصادم کی انفرادی صورت پائی جاتی ہے۔ زیبا اپنے ماحول سے برسرِ پیکار ہے۔ وہ اپنی زندگی میں خوش اور مطمئن ہے اور اپنی آزادی کو تحفظ دینا چاہتی ہے لیکن اسے ہر قدم پر مخالف قوتوں کا سامنا رہتا ہے۔ مثلاً جب وہ کہتی ہے:

> ''میرا جی چاہتا ہے کہ کم از کم کچھ لوگ تو دنیا میں ایسے ہوں جو دوسرے کو بدلے بغیر، نئے سانچے میں ڈھالے بغیر ساتھ ساتھ رہ سکیں۔ پوری رواداری کے ساتھ Tolerance کے ساتھ۔''(۷)

ساتویں کہانی میں خیر و شر کے تصادم کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ ایک ایک روایتی کہانی ہے۔ جس میں معاشی کشمکش کے شکار کردار متحرک نظر آتے ہیں۔ چوہدری کرم داد اپنے مرحوم بھائی کی جائیداد پر قابض ہو کر اس کے یتیم بچوں پر مظالم ڈھاتا ہے۔ مکافات عمل کی صورت میں وہ دوزخ میں عذاب دکھایا گیا ہے۔ یہاں معاشی تصادم کے گرد ساری کہانی گھومتی ہے۔

اس کتاب کی باقی کہانیوں میں بھی مختلف سماجی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی موضوعات کو چھیڑا گیا ہے۔ ہر کہانی کے کردار کسی نہ کسی کشمکش کا شکار ہیں۔ اور یہی کشمکش، تصادم اور الجھنیں انہیں زندگی کے سفر میں سرگرم رکھتی ہیں۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اشفاق احمد نے ''توتا کہانی'' میں ڈرامائی کشمکش کی سبھی صورتوں کو کامیابی سے برتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قارئین اور ناظرین نے انہیں سراہا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سیّد وقار عظیم، پروفیسر، اردو ڈراما، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۱۰۸۔

۲۔ اسلم قریشی، پروفیسر، ڈرامانگاری کا فن، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۳ء، ص ۱۲۲۔

۳۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ، عزیز بک ڈپو، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۶۳۴۔

۴۔ اشفاق احمد، توتا کہانی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۸۷۔

۵۔ اشفاق احمد، توتا کہانی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۱۱۰۔

۶۔ اشفاق احمد، توتا کہانی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۱۶۹۔

۷۔ اشفاق احمد، توتا کہانی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۲۲۰۔